OPEN ACCESS
Al-Idrak
Research Journal
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں ایک جائزہ

A Review of the Theories of Wahdat al-Wujud (Unity of Existence) and Wahdat ash-Shuhud (Unity of Witnessing) in the Light of Imam Rabbani's Letters

☆**Usman Haider saifi**
Mphil Scholar, Dept. of Islamic Studies, G C University, Faisalabad, Punjab, Pakistan.

Citation:
Saifi, Usman Haider "A Review of the Theories of Wahdat al-Wujud (Unity of Existence) and Wahdat ash-Shuhud (Unity of Witnessing) in the Light of Imam Rabbani's Letters"Al-Idrāk Research Journal, 4, no.1, Jan-Jun (2024): 173– 189.

ABSTRACT

Imam Rabbani (may God have mercy on him) first clarified that he too was initially affiliated with the concept of Wahdat al-Wujud (Unity of Existence), but then God guided him to the right path, and he reached the level of Wahdat ash-Shuhud (Unity of Witnessing). Then, Imam Rabbani (may God have mercy on him) explained the reasons and states of Wahdat al-Wujud, and addressed various objections raised against this doctrine, providing detailed answers to each. This resulted in a complete understanding of the doctrine, and he also explained the status of the statements made by those who claim to be affiliated with Wahdat al-Wujud, stating that their words are based on their own subjective experiences and are rooted in their overwhelming love for God . Imam Rabbani then proceeded to explain the underlying reasons and spiritual states associated with Wahdat al-Wujud, addressing various objections and criticisms leveled against this doctrine. He provided detailed and insightful responses to each of these concerns, thereby affording a complete understanding of the doctrine.

Keywords: ūst، sukr، waḥdat ash-shuhūd، waḥdat al-wujūd ، ġhalba، muḥabbat

تعارف

متقدمین صوفیائے کرام کے احوال کا جب مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صوفیا نے حالت سکر میں مختلف الفاظ بولے ہیں مثلا سبحانی ما اعظم شانی لیکن کسی نے بھی وحدت الوجود کا استعمال نہیں کیا سب سے پہلے یہ اصطلاح حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کی اور اس نظریہ پر کئی دلائل دیے اور یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس ذات کے علاوہ باقی کچھ موجود نہیں ہے اور جو کچھ ہے وہی ذات ہے یعنی (ہمہ اوست) کہا پھر حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نظریہ کی وضاحت فرمائی اور وحدت الشہود کا نظریہ

متعارف کروایا کہ (ہمہ اوست) کی بجائے (ہمہ از اوست) درست ہے یعنی ہر چیز اسی سے ہے کائنات کی اشیاء اس کے نور کا مظہر ہیں لیکن یہ بات واضح فرمادی کہ یہ الفاظ جو دیگر مشائخ سے سرزد ہوئے ہیں یہ حالت سکر میں تھے تو اس طرح دو نظریات وجود میں آئے ایک وحدت الوجود اور دوسرا وحدت الشہود ہے

مبحث اول: نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا تعارف

حق سبحانہ و تعالی کی حقیقت وجود محض ہے اور کوئی امر اس کے ساتھ ملا ہوا نہیں اور وہ وجود تعالی ہر چیز و کمال کا منشاء اور ہر حسن و جمال کا مبداء ہے اور جزی حقیقی و بسیط ہے جس کی طرف ترکیب کو ہر گز راہ نہیں ہے نہ ذہنی طور پر اور نہ خارجی طور پر اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا تصور میں آنا محال ہے [1]

جو توحید راہ سلوک طے کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے دو قسم کی ہے توحید وجودی اور توحید شہودی ایک ذات کو ہی دیکھنا یعنی سالک کو ایک ذات کے سوا کچھ مشہود نہیں ہوتا اور توحید وجودی ایک ہی ذات کو موجود جاننا ہے کہ اس کے بغیر کو نیست و نابود سمجھنا عدم جاننے کے باوجود اس کی جلوہ گاہیں اس کے مظاہر کو ایک سمجھنا۔

پس توحید وجودی علم الیقین کی قسم سے ہے اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم سے ہے توحید شہودی راستہ کی ضروریات میں سے ہے کہ اس کے بغیر فنا متحقق نہیں اور مرتبہ عین الیقین بھی اس کے بغیر متحقق نہیں کیوں کے اس ذات کے غلبہ کے باعث ایک کو دیکھنے اور اس کے ماسواء کا نہ دیکھنا لازم آتا ہے بخلاف توحید وجودی کہ وہ ایسی نہیں کیونکہ علم الیقین اس معرفت کے بغیر حاصل ہے اس لئے کسی چیز کے علم الیقین حاصل ہونے سے اس کے ماسوا کی نفی لازم نہیں آتی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس علم کے غلبہ کے وقت اس کے ماسوا کے علم کی نفی لازم آتی ہیں۔ جو شخص آفتاب کو دیکھ رہا ہے اور اس کا غلبہ حاصل ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ستارے نیست و نابود ہیں بلکہ یہ آنکھوں سے اوجھل ہیں آفتاب کی روشنی میں مغلوب ہیں یعنی ستاروں کے وجود کی نفی کرنا خلاف واقع ہے پس توحید وجودی والے جو ایک ذات کے علاوہ کی نفی کرتے ہیں یہ خلاف واقع ہیں اور توحید شہودی کے کہ صرف ایک ذات دیکھنے میں عقل و شرع ان کی مخالفت نہیں ہے۔ بعض مشائخ کے اقوال جو ظاہر شریعت کے مخالف ہیں مثلا "انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی "اس طرح کے دوسرے قوال ان کو توحید شہودی پر محمول کیا جائے اور عقل و شریعت کی مخالفت سے دور کیا جائے جس وقت ماسوائے حق تعالی ان کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا تو اس حالت کے غلبے کے وقت ان

[1] مجدد الف ثانی، شیخ احمد، مکتوبات امام ربانی، کوئٹہ: مکتبہ امدادیہ، س ن، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 234

Mujaddid al-Thānī, Shaykh Aḥmad, Maktūbāt Imām Rabānī, Quetta: Maktabah Imḍādiyah, s.n., Jild Awal, Daftir Awal, Maktūb 234

بزرگوں نے یہ الفاظ کہے ہے انا الحق کا معنی ہے کہ (حق ہے نہ کہ میں) چونکہ وہ اپنے آپ کی نفی کر رہا ہے کیوں کہ وہ اپنے آپ کو نہیں دیکھتا نہ یہ کہ وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور حق کہتا ہے تو یہ کفر ہے۔
کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اثبات نہ کرنا نفی تک پہنچاتا ہے اور یہ عین توحید وجودی ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کی اثبات نہ کرنے سے نفی لازم نہیں آتی بلکہ اس مقام میں حیرت ہے یہاں تمام احکام ساقط ہو چکے ہیں اس طرح کے اقوال جو بزرگوں سے صادر ہوئے تو ان کو قیاس کرنا چاہیے کہ یہ اقوال انہوں نے ابتداء علم الیقین کے مقام میں کیے ہیں پھر ان کو ترقی ہوئی اور عین الیقین تک گئے۔ اس سے یہ بات نہ سمجھی جائے کہ توحید وجودی والے جس طرح ایک ذات کو جانتے ہیں اسی طرح ایک کو دیکھتے بھی ہیں پس ان کو بھی علم الیقین سے حصہ حاصل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے توحید شہودی کی مثالی صورت کو دیکھا ہے نہ کہ اس کے ساتھ متحقق ہوئے ہیں ان کو توحید شہودی کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں اور توحید وجودی والا توحید شہودی کی مثالی صورت کے مشاہدہ کے باوجود علم الیقین میں ہیں پس ثابت ہوا کہ توحید وجودی والوں کو عین الیقین سے کچھ حاصل نہیں مثال کے طور پر ایک شخص خواب میں اس مناسبت کے واسطے سے جو وہ بادشاہت سے رکھتا ہے اپنے آپ کو بادشاہ دیکھا اور بادشاہت کے لوازمات اپنے اندر دیکھے اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ بادشاہ نہیں بن گیا بلکہ بادشاہت کی مثالی صورت کو اپنے اندر دیکھتا ہے اور فی الحقیقت بادشاہت کو اس کی مثال اس صورت کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہاں یہ شہود اگرچہ مثالی صورت میں ہے لیکن اس شخص کی اس صورت کی حقیقت کے ساتھ متصف ہونے کی استعداد کی خبر دیتا ہے اگر مشقت کرے اور عنایت خداوندی اس کے شامل حال ہو جائے تو بادشاہت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے قوت سے فعل تک بڑا فرق ہے بہت سے لوہے شیشہ بننے کی قابلیت رکھتے ہیں لیکن جب تک آئینہ بن نہیں جاتے بادشاہوں کے ہاتھوں میں نہیں پہنچ سکتے اور ان کے جمال سے بہرہ ور نہیں ہوتے [1]
امام ربانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنا وحدت الوجود سے تعلق اور پھر وحدت الشہود کی طرف ترقی کے بارے میں فرماتے ہیں:

> " میں خود وحدت الوجود والوں میں سے تھا کیوں کہ میرے والد محترم اسی چیز کا ذوق شوق رکھتے تھے لیکن میں نے اس میں سیر کی اور جس کو ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی نے کہا کہ یہ تجلی ذاتی ہے اس کے بعد کوئی تجلی نہیں اس فقیر کو اس تجلی سے مشرف کیا گیا اور اس کے علوم و معارف سے حصہ کثیر نصیب ہوا حتی کہ بعض اوقات سکر اور غلبہ حال کی کیفیت حاصل

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد اول، دفتر اول، مکتوب 43
Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ‹Jild Awal ‹Daftir Awal ‹Maktūb 43

ہوئی پھر یہ حالت کئی مہینوں تک محدود نہ ہوئی بلکہ سالہا سال یہ کیفیت رہی پھر اس کے بعد محض اللہ رب العزت کے فضل سے یہ معاملہ حل ہوا اور اس میں ترقی نصیب ہوئی "

پھر یہ بات واضح ہوئی کہ خالق کو مخلوق کے ساتھ کوئی نسبت (احاطہ، سریان، ہیت واتحاد و وحدت) بھی حاصل نہیں بلکہ خالق وہ خالق ہے اور مخلوق مخلوق ہے اور بیچوں کو چوں کے ساتھ اور بے مثل کو مثل کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے سوائے ظاہریت و مظہریت کے کیونکہ عالم سارا کا سارا مثل و مثال ہونے کے داغ سے داغدار ہے بس بیچوں کو چوں نہیں کہہ سکتے اور ممتنع العدم جائز العدم نہیں بن سکتا

ابن عربی واجب تعالی کی ذات کو مجہول مطلق کہتے ہیں اور اس کے باوجود اس کے لئے احاطہ و قرب و معیت ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ حق تعالی پر حکم لگانا ہی تو ہے پس درست وہی ہیں جو اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے پس عالم کو خالق کے ساتھ تعلق نہیں سوائے ظاہریت و مظہریت کے اور یہ ایک دوسرے کا عین نہیں ہوتے۔

جب کوئی کسی فن کا ماہر ہے جب اس نے اپنے فن کو ظاہر کرنا چاہا تو اس نے حروف اور آوازوں کو ایجاد کیا پھر اس صورت میں اس نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حروف اور آوازیں ان کمالات کا عین ہے یا بالذات ان کمالات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں یا ان کے ساتھ ذاتی معیت رکھتے ہیں بلکہ ان کے درمیان دالیت و مدلولیت ہونے کی نسبت ہے وہ کمالات محض آزادی پر ہیں اور باقی ساری نسبتیں وہم کی بنیاد پر ہیں حقیقت فریق میں سے کوئی بھی ثابت نہیں لیکن ان کمالات اور حرفوں کے درمیان ظاہریت اور دالیت و مدلولیت کی نسبت ثابت ہے۔

وحدت الوجود کی بنیاد سکر اور غلبہ محبت پر ہے اس کی وجہ امام ربانی رحمت اللہ علیہ اس فلسفہ سے واضح کرتے ہیں جذبہ میں محبت کا غلبہ ہوتا ہے اور غلبہ محبت کے لیے سکر لازم ہے بس کسی طرح بھی سکر اس سے جدا نہیں ہو سکتا اس لیے لازمی طور پر اس کے علوم سکر آمیز ہوتے ہیں جیسے وحدت الوجود کا قائل ہونا کیونکہ وحدت الوجود یہ سکر اور غلبہ محبت پر مبنی ہے اس طور پر کہ اس کی نظر میں محبوب کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا تو وہ ماسواء کی نفی کا حکم لگاتا ہے اور اگر ایسا شخص صحو کی طرف آتا ہے تو محبوب کا شہود اس کے لیے ماسواء کہ شہود کے مانع ہوتا ہے اور وہ وحدت وجود کا حکم نہیں لگاتا[1]

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد اول، دفتر اول، مکتوب 290

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ‹Jild Awal ‹Daftir Awal ‹Maktūb*290

مبحث دوم: توحید وجودی کی اسباب

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے وحدت الوجود کے تین اسباب بیان فرمائے ہیں

1۔ بعض لوگوں کو توحید کے مراقبات کی کثرت احکام پر آمادہ کرتی ہیں کیونکہ ان کے مرتبوں کی صورت قوت متخیلہ میں منقش ہو جاتی ہے۔

2۔ بعض لوگوں کو ذوق کے طور پر ان احکام کے ساتھ لگاؤ ہو جاتا ہے اور بار بار تکرار کی وجہ سے بھی ایسا ہوتا ہے۔ لیکن یہ دونوں صورتیں ضعیف اور علم کے دائرہ میں داخل ہیں ان کا حال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

3۔ بعض لوگ ان احکام کی وجہ سے محبت کا غلبہ بیان کرتے ہیں اور ان کو محبوب کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

توحید کی یہ قسم پہلی دو قسموں سے اعلی ہے اگرچہ یہ بھی شریعت کے موافق نہیں[1] وحدت الوجود کے قائلین کے نزدیک خارج میں صرف ایک ہی ذات موجود ہے اور بس اور وہ صرف ذات حق سبحانہ و تعالی ہے اور عالم کا خارجی طور پر علمی ثبوت کے علاوہ ہر گز کوئی ثبوت ثابت نہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے وجود کی خوشبو بھی نہیں سونگھی۔ اگرچہ یہ جماعت بھی عالم کو حق تعالیٰ کا ظل کہتی ہے لیکن یہ بھی کہتی ہے کہ ان چیزوں کے سایہ کا وجود صرف حس کے مرتبہ میں ہے ورنہ نفس الامر اور خارج میں عدم محض ہے امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ وحدت الوجود والوں کے اقوال کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

> "توحید وجودی والے حضرات کو اشیاء کے حق تعالی کا مظہر بلکہ اس کا عین تصور کرنے کے لحاظ سے اس قسم کی محبت اور اطاعت نصیب ہوتی ہے اور اپنے درجات وصل و کمال میں مختلف اور متفاوت ہونے کے باوجود واصل اور کامل ہوتے ہیں لیکن ان کے اقوال اور اس طرح کی باتوں نے مخلوق کو گمراہی اور الحاد میں ڈالا ہے اور زندقہ کا اور بے دینی تک پہنچایا ہے۔"[2]

ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ممکنات کے وجود کو واجب تعالی کا عین کہتے ہیں اور شر و نقص کو اضافی و نسبتی قرار دے کر شرارت مطلق اور نقص محض کی نفی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کسی بھی چیز کو بالذات بری نہیں جانتے یہاں تک کہ کفر و ضلالت کو ایمان و ہدایت کی نسبت برا جانتے ہیں ان کی اپنی ذات کی نسبت سے برا نہیں جانتے کیوں

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد اول، دفتر اول، مکتوب 31

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī،Jild Awal،Daftir Awal،Maktūb*31

[2] ایضا، نمبر 160

*Ibid, Maktūb*160

کے وہ ان کو عین خیر و صلاح سمجھتے ہیں ہاں جو کوئی بھی وحدت الوجود کا حکم کرتا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے کس طرح کنارہ کر سکتا ہے [1]

اللہ تعالی خود موجود ہے اور تمام اشیاء اسی کی ایجاد سے موجود ہیں وہ اپنی ذات وصفات اور افعال میں یگانہ ہے اور فی الحقیقت کسی امر میں خواہ وجود ہو یا غیر وجود کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں مشارکت اسمی اور مناسبت لفظی بحث سے خارج ہے اللہ تعالی کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی چیز اس میں حلول کر سکتی ہیں لیکن وہ محیط اشیاء اور ان کے ساتھ قرب و معیت رکھتا ہے اور وہ احاطہ قرب و بعد ایسا نہیں جو ہماری فہم قاصر میں آسکے کیونکہ یہ اس ذات اللہ کی شایان شان نہیں۔ اور صوفیا کو جو کچھ کشف و شہود سے معلوم کرتے ہیں وہ تعالی اس سے بھی منزہ ہے کیونکہ ممکن کو حق تعالی کی ذات وصفات اور افعال کی حقیقت سے سوا ہے جہل و نادانی اور حیرت کے کچھ نصیب نہیں ہو تا حق تعالی کسی کے ساتھ متحد نہیں اور کوئی بھی چیز اس کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتی۔ [2]

تغیر و تبدل کو اس تعالی کی ذات وصفات اور افعال میں کوئی راہ نہیں اور جو کچھ صوفیاء نے تنزلات خمسہ کے بارے میں کہا ہے وہ مرتبہ میں تغیر و تبدل کی قسم سے نہیں کیونکہ کفر و گمراہی ہے بلکہ ان تنزلات کو حق تعالی کے کمال کے ظہور کے مراتب میں اعتبار کیا ہے بغیر اس بات کے کہ تعالی کی ذات وصفات اور افعال میں کوئی تغیر و تبدل رہ پائے حق تعالی نقص کی تمام صفات اور حدوث کے تمام نشانات سے منزہ ہے جس طرح جسم و جسمانی نہیں مکانی اور زمانی بھی نہیں بلکہ تمام صفات کمال اسی کے لئے ثابت ہیں۔ [3]

دوبینی جو کہ طریقت میں شرک ہے وہ توحید شہودی سے دفع ہو جاتا ہے اس مقام میں توحید وجودی کا کچھ کام نہیں چاہے کہ سالک کا مشہود کو ملحوظ ایک ذات مقدس کے علاوہ کوئی دوسرا نہ ہو تاکہ فنا متحقق ہو کر طریقت کا شرک دور ہو جائے وحدت الوجود والے حضرات خدائے عزوجل کو صفات وجوبیہ اور امکانیہ کے ساتھ متصف مانتے ہیں اور مراتب تنزلات ثابت کرتے ہیں اور ہر مرتبہ میں اسی ذات احد کو اس مرتبہ کے لائق احکام کے ساتھ متصف

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد اول، دفتر اول، نمبر 234

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ‹Jild Awal ‹Daftir Awal ‹Maktūb*234

[2] ایضا، مکتوب 266

*ibid ‹Maktūb*266

[3] ایضا

ibid

کرتے ہیں اور لذت حاصل کرنے اور تکلیف اٹھانے والی بھی خدائے عزوجل کی ذات کو قرار دیتے ہیں لیکن ان وہمی اور محسوس ظلال کے پردوں میں [1]

مبحث سوم: توحید وجودی والوں کی اقسام

امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر 291 میں توحید والوں کی تین اقسام بیان فرماتے ہیں

۱۔ بعض احباب وہ ہیں کہ جو کثرت مراقبات اور کلمہ طیبہ کے معنیٰ کو لا موجود الا اللہ سمجھتے ہیں اس قسم کے توحید والے احباب حیلہ سازی سے کام لیتے ہیں اور یہ توحید ان کی من گھڑت ہے کیوں کہ یہ احباب ارباب قلوب میں سے نہیں ہیں اس سے ان کی توحید صرف علم سے تعلق رکھتی ہیں اور ان حضرات نے تو ابھی تک مقام قلب تک بھی رسائی حاصل نہیں کی۔

۲۔ دوسری قسم کے وہ احباب ہیں جن کو توحید سے انجذاب اور محبت قلبی ہے کیوں کہ ان احباب نے محنت اور کوشش سے اور محض فضل ربانی سے مقام قلب کا راستہ حاصل کیا ہے تو اب اس مقام پر ان حضرات کو محبت کا غلبہ نصیب ہوتا ہے کیونکہ اس مقام میں ان پر توحید وجودی کا ورود ہوتا ہے پھر اس محبت کی وجہ سے ان کے سامنے صرف محبوب کی تصویر ہوتی ہے باقی ہر چیز ان کی نظر میں معدوم ہو جاتی ہے اور یہ توحید صرف تخیلاتی نہیں بلکہ ذوق کی ہے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر ارباب قلوب کے حضرات کو اس مقام سے ترقی نصیب ہو جائے اور وہ حضرات مقام قلب سے نکل کر مقلب القلوب کی طرف رجوع کریں تو پھر یہ حالت ہے ان سے آہستہ آہستہ کر کے زائل ہو جاتی ہے اور پھر ان احباب کو جس قدر زیادہ بلندی نصیب ہوتی ہے اسی قدر زیادہ یہ حالت ختم ہو جاتی ہے ہوتی ہے۔

امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تیسری حالت پہلی دو حالتوں سے افضل ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبد اللہ احرار اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ حضرات کا توحید وجودی سے ابتدا تعلق ضرور تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مقام سے ترقی دے کر اس سے زیادہ واضح راستہ کی طرف رہنمائی فرمائی اور آپ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ توحید وجودی ایک تنگ کوچہ ہے اور دوسری شاہراہ اور ہے [2]

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد اول، دفتر اول، مکتوب 160

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ‹Jild Awal ‹Daftir Awal ‹Maktūb*160

[2] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد اول، دفتر اول، مکتوب 291

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ‹Jild Awal ‹Daftir Awal ‹Maktūb*291

امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نظریہ وحدت الوجود کو بیان کرتے پھر اس کا جواب نقل کرتے ہیں کہ:

"حق تعالیٰ کے اسماء وصفات ذات باری تعالیٰ کا عین ہیں اور وہ ایک دوسرے کا بھی عین ہیں یعنی علم وقدرت تو یہ ایک دوسرے کے لئے عین ہیں، یہاں کسی اسم کی ضرورت وگنجائش باقی نہیں رہتی ان اسماء وصفات نے حضرت علم میں تمایز وتباین پیدا کرلیا ہے یعنی کہ اگر اجمالی تمیز ہے تو تعین اول اور اگر تفصیلی تمیز ہے تو اسے تعین ثانی سے تعبیر کرتے ہیں تعین اول کو وحدت اور اسی کو حقیقت محمدی کہتے ہیں اور تعین ثانی کو احدیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے تمام ممکنات کے حقائق کو گمان کرتے ہیں اور ان کو اعیان ثابتہ جانتے ہیں اور یہ دو علمی تعین جو کہ وحدت اور احدیت ہے اس کو مرتبہ وجوب میں ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان اعیان ثابتہ نے وجود خارجی کی بو تک نہیں سونگھی یہ کثرت جو خارج میں ظاہر ہوتی ہے تین قسم کی ہے روحی تعین اور تعین مثالی اور تعین جسدی ان کو تعینات خارجیہ کہتے ہیں اور امکان میں مرتبہ میں ثابت کرتے ہیں اور تنزلات خمسہ سے مراد یہی تعینات پنجگانہ ہیں چونکہ علم اور خوارج میں سوائے ذات باری تعالیٰ کے اور اسماء وصفات کے جو کہ عین ذات ہیں ان کے نزدیک ثابت نہیں انہوں نے صورت علمیہ کو ذی صورت کا عین گمان کیا ہے شبح اور مثال اسی طرح اعیان ثابتہ کی صورت منعکسہ جو کہ وہ وجود ظاہری کے آئینہ میں پیدا ہوتی ہے ان اعیان کا عین تصور کرلیا ہے نہ کہ ان کی شبح اس لیے انہوں نے اتحاد کا حکم لگادیا اور ہمہ اوست کہا ہے"[1]

امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صفات ثمانیہ جو کہ اہل حق کے نزدیک خارج میں موجود ہیں اور لازمی طور پر باری تعالیٰ سے خارج ہیں کیونکہ کوئی بھی صفت وہ ذات تعالیٰ وتقدس کا عین نہیں ہو سکتی جو کچھ ممکنات میں سے ہے سب کچھ اس کی ذات سے مسلوب ہے فقیر کے نزدیک شے کا ظل اس شے کا عین نہیں ہوتا بلکہ اس کا شبح ومثال ہے اور ایک کا دوسرے کے ثبوت میں پیش کرنا محال ہے لہذا ممکن واجب کا عین نہیں اور ممکن اور واجب کے درمیان حمل کرنا ثابت نہیں کیونکہ ممکن کی حقیقت عدم ہے اور اسماوصفات کا وہ عکس ہے جو اس عدم میں منعکس ہوگیا ہے اور ان اسماء وصفات کی شبح ومثال ہے نہ کہ صفات کا عین لہذا ہمہ اوست کہنا

---

[1] ایضا

Ibid,

درست نہیں ہمہ از وست کہنا درست ہے پس عالم کے ساتھ ذات باری تعالیٰ کو کوئی بھی مناسبت نہیں وہ ذات ان سب نسبتوں سے وراء الوریٰ ہے [1]

فقیر کے نزدیک ممکنات کے آئینوں میں حق تعالی کا وہ شہود جس کو صوفیا کی ایک جماعت کمال جانتی ہے اور تشبیہ اور تنزیہہ کے درمیان جمع خیال کرتی ہے درحقیقت حق تعالی کا شہود نہیں ہے اس میں ان کا مشہود ان کا خیالی اور من گھڑت امر ہے کیونکہ جو کچھ ممکن میں دیکھتے ہیں وہ واجب نہیں ہے اور جو کچھ حادث میں پاتے ہیں وہ قدیم نہیں ہے اور جو کچھ تشبیہ میں ظاہر ہوتا ہے وہ تنزیہہ نہیں ہے ہرگز ہرگز صوفیا کی اس قسم کی ترہات یعنی بے ہودہ باتوں پر فریفتہ نہ ہونا چاہیے اور حق تعالی کے غیر کو خدا نہ جاننا چاہیے مانا کہ یہ لوگ خطاکار مجتہد کی طرح معذور ہیں اور خطاکار مجتہد کی طرح مواخذہ سے بری ہیں لیکن ان کے مقلدوں کے ساتھ معلوم نہیں کس طرح معاملہ کریں گے کاش کہ مجتہد مخطی کے مقلدوں کی طرح ہوتے ہیں اور اگر ان کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کیا تو پھر ان کا کام نہایت مشکل ہے قیاس واجتہاد اصول شرعی میں سے ایک اصل ہے جس کی تقلید کا ہم کو امر ہوا ہے برخلاف کشف اور الہام کے کہ اس کی تقلید کا ہم کو حکم نہیں ہوا اور الہام غیر پر حجت نہیں ہے لیکن اجتہاد مقلد پر حجت ہے پس علمائے مجتہدین کی تقلید کرنی چاہیے اور دین کے اصول کو ان کی آراء کے موافق تلاش کریں اور صوفیا جو کچھ علمائے مجتہدین کی آراء کے برخلاف کہیں یا کریں اس کی تقلید نہیں کرنی چاہیے اور حسن ظن کے ساتھ اس کے طعن سے لب بند رکھنا چاہیے اور ان کی اس قسم کی باتوں کو شطحیات سے جاننا چاہیے اور ظاہر کی طرف سے مصروف پھرا ہوا خیال کرنا چاہیے [2]

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وحدت الوجود والے گروہ میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے ان علوم واصرار کے ساتھ لب کشائی نہیں کی اور اس بات کو اس طریقہ پر کسی میں نہیں بیان کیا اگرچہ غلبات سکر میں ان سے توحید واتحاد کی باتیں ظہور میں آئی ہیں اور "انا الحق اور سبحانی" کے لفظ صادر ہوئے ہیں لیکن یہ حضرات اتحاد کی وجہ سے معلوم نہیں کر سکے اور منشاء کو نہیں پا سکے پس شیخ اس گروہ کے متقدمین کی برہان اور اس گروہ کے متاخرین کی حجت اور دلیل بنے ہیں تاہم ابھی تک اس مسئلہ کے بہت سے دقائق پوشیدہ ہیں اور نہ

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی, جلد 2، دفتر 2، مکتوب 1

Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ،Jild 2 ،Daftir 2 ،Maktūb1

[2] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی, جلد اول، دفتر اول، مکتوب 272

Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ،Jild Awal ،Daftir Awal ،Maktūb272

ہی اس باب میں مشکل راز ابھی تک منصہ شہود پر آئے ہیں البتہ فقیر کو ان کے اظہار کی توفیق ملی ہے اور ان کی تحریر سے مبشر ہوا ہے اللہ ہی حق کو حق ظاہر کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے

واجب الوجود تعالیٰ وتقدس کی صفات ثمانیہ جو اہل حق کے نزدیک خارج میں موجود ہیں ضرور خارج میں ذات تعالیٰ اور تقدس بے چونی اور بے چگونی کی صفت کے ساتھ متمیز ہوں گی نیز یہ صفات آپس میں بھی بے چونی کی صفت کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا ہوں گی بلکہ بے چین تمیز مرتبہ حضرت تعالیٰ میں بھی ثابت ہے کیونکہ واجب الوجود مجہول الکیفیت وسعت کے ساتھ واسع ہے اور وہ تمیز جو ہمارے فہم وادراک میں آسکتی ہے اس جناب قدس سے مسلوب ہے کیونکہ بعض ہونا اور جز ہونا وہاں متصور نہیں ہو سکتا اور تحلیل وترکیب کو حضرت جل شانہ میں کوئی دخل نہیں اور حالیت اور محلیت کی بھی وہاں کچھ گنجائش نہیں

ممکن کی صفات واعراض میں سے ہے اس جناب قدس سے مصلوب ہے اس کی طرح کوئی اس کی مثل نہیں ہے نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ افعال میں اس بے چونی تمیز اور اس بے کیف وسعت کے باوجود واجب تعالیٰ کے اسماء وصفات خانہ علم میں بھی تفصیل وتمیز رکھتے ہیں اور منعکس ہوئے ہیں اور ہر اسم وصفت متمیزہ کا مرتبہ عدم میں ایک مقابل اور ایک نقیض ہے مثلاً صفت علم کا مرتبہ عدم میں ایک مقابل اور نقیض ہے جو عدم علم ہے اور جسے جہل سے تعبیر کرتے ہیں اور صفت قدرت کا ایک مقابل ہے یعنی آج جو عدم قدرت کا نام ہے اور ان عدمات متقابلہ نے بھی علم واجبی میں تفصیل وتمیز پیدا کیا ہوا ہے اور اپنے مقابل صفات واسماء کا آئینہ بنے ہوئے ہیں اور ان کے عکسوں کے ظہور کے شیشے بنے ہوئے ہیں[1]

مبحث چہارم: متفرق سوالات

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی بارگاہ میں اکثر ان مشائخ کے بارے میں سوالات کیے گئے جو قرب و معیت یا احاطہ وغیرہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں اور وحدت الوجود والے حضرات کے کلام کے بارے میں کئی طرح کے سوالات اٹھائے گئے جن کے جوابات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مدلل انداز سے دیا چند سوالات بطور مثال پیش کیے گئے ہیں

(الف) سوال

اگر یہ سوال کیا جائے کہ اکثر مشائخ طریقت کی عبارات چاہے وہ نقشبندی ہوں یا غیر نقشبندی ہوں صریح طور پر وحدت وجود اور احاطہ اور قرب ومعیت ذاتی اور شہود وحدت در کثرت وارد اور موجود ہے۔

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد 2، دفتر 2، مکتوب 1

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ،Jild 2 ،Daftir 2 ،Maktūb*1

جواب:

تو آپ اس کے دو جواب ارشاد فرماتے ہیں

یہ شہود واحوال راستے کے وسط میں ان کے سامنے آتے ہیں اس کے بعد ان کو اس مقام سے آگے گزار لیا جاتا ہے جس طرح کے فقیر کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا ہے دوسرا یہ ہے کہ کچھ حضرات کو احدیت صرف کی جانب باطن میں پوری نگرانی کے باوجود ان کے ظاہر کو جو کہ کثرت دیکھتے ہیں ان احکام اور اس شہود کے ساتھ مشرف کرتے ہیں باطن میں احدیت کی نگران رہتے ہیں اور ظاہر کے لحاظ سے کثرت میں مطلوب کا مشاہدہ کرتے ہیں۔[1]

(ب)سوال:

صوفیہ وحدت الوجود کے قائل ہیں اور علماء اس کو کفر و زندقہ کہتے ہیں اگر دونوں فرقہ ناجیہ ہیں تو پھر اس کی وضاحت کیا ہے۔

جواب:

آپ فرماتے ہیں بنیادی طور پر نزع لفظی ہے حقیقت میں کوئی جھگڑا نہیں یہ جو صوفیاء ہمہ اوست کا قول کرتے ہیں اس سے ان کی مراد ہر گز یہ نہیں کہ اتحاد و عینیت پیدا ہو گی بلکہ معنی یہ ہے کہ اشیاء کی ذات ہی ان کے نزدیک ختم ہے اصل صرف رب العزت کی ذات ہے اور صوفیاء کے نزدیک اشیا حق تعالی کے ظہورات ہیں نہ کہ حق تعالی کا عین فرق صرف اتنا ہے کہ صوفیہ اشیاء کو حق تعالیٰ کا ظہورات کہتے ہیں اور علماء اس لفظ سے بھی اجتناب کرتے ہیں تاکہ حلول واتحاد پیدا نہ ہو۔[2]

(ج)سوال:

جب نفس الامر میں متعدد وجود ہیں اور قرب و احاطہ ذاتی نہیں وحدت کا شہود کثرت میں مطابق واقع نہیں ہے کیونکہ نفس الامر واقع کے مطابق نہیں لہذا ان بزرگوں کا حکم کذب پر مشتمل ہو گا کیا ایسا کہنا صحیح ہے

جواب:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان بزرگوں نے اپنے اندازے کے مطابق حکم لگایا ہے مثال کے طور پر ایک شخص کہے کہ میں نے آئینہ میں زید کی صورت دیکھی ہے یہ حکم بھی واقعہ کے مطابق نہیں کیونکہ آئینہ میں اس کی صورت کو نہیں دیکھا کیونکہ آئینہ میں کوئی صورت ہے ہی نہیں جس کو دیکھا جائے اس شخص کو عرف میں کاذب

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 31

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ،Jild Awal ،Daftir Awal ،Maktūb*31

[2] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی جلد 2، دفتر 2، مکتوب 44

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ،Jild 2 ،Daftir 2 ،Maktūb*44

نہیں کہتے اگرچہ اس کی بات نفس الامر کے مطابق نہیں کیونکہ وہ حکم لگانے میں معذور ہے جھوٹ کی وجہ سے وہ ملامت کا مستحق نہیں اور اس شخص سے جھوٹ کا شبہ دور کرنے کا ایک اور جواب امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ اس فلسفہ میں بیان کرتے ہیں

> "عالم کے افراد بعض باتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہیں اور بعض باتوں میں اس قسم کا اشتراک نہیں ہے اگرچہ ممکن و واجب ذات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے ممتاز ہیں غلبہ محبت کی بنا پر مابہ الامتیاز چیز نظر سے پوشیدہ ہو جاتی ہے لہذا اس صورت میں ایک دوسرے کے عین ہونے کا حکم لگا دیں تو یہ واقعہ کے مطابق ہے اس میں کذب کی بالکل کوئی مجال ہو گنجائش نہیں اور احاطہ ذاتی وغیرہ کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے"

امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ پوشیدہ رکھنے والے احوال کو ظاہر کرنے کے بارے میں ایک ضروری وضاحت فرماتے ہیں کہ جن احوال کو پوشیدہ رکھنا چاہیے ان کے ظاہر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اگر اس فقیر نے وحدت الوجود کو قبول کیا تھا تو وہ کشف کی بنیاد پر تھا تقلید کی بنیاد پر نہیں تھا اور اب اگر اس کا انکار کر رہا ہوں تو وہ بھی الہام کے باعث ہے اور الہام انکار کی گنجائش نہیں رکھتا اگرچہ دوسرے کے لیے حجت بھی نہیں ہے [1]

(د) سوال:

حق تعالی کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کے ساتھ متحد ہو سکتی ہے تو پھر صوفیا کی بعد عبارات مثلا اذا تم الفقر فھو اللہ یعنی جب فقر تمام ہو جائے تو محض نیستی حاصل ہو جاتی ہے تو پھر اس سے کیا مراد لیا جائے گا

جواب:

آپ فرماتے ہیں کہ یہ کلام ان کی مراد کے برخلاف ہے کیونکہ ان کی مراد اس کلام سے جس سے اتحاد کا وہم گزرتا ہے یہ مراد ہے کہ اس وقت اللہ تعالی کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا نہ کہ یہ ہے کہ خدائے تعالی کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کفر اور زندقہ ہے اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کی عبارت انا الحق کے معنی یہ نہیں ہیں کہ میں حق ہوں بلکہ یہ ہے کہ میں نہیں ہوں اور حق موجود ہے اور تغیر و تبدل کو حق تعالی کی ذات وصفات و افعال کی طرف راہ نہیں ہے اور صوفیہ وجودیہ نے جو تنزلات خمسہ ثابت کیے ہیں وہ مرتبہ وجوب

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 31

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ‹Jild Awal ‹Daftir Awal ‹Maktūb*31

میں تغیر و تبدل کی قسم سے نہیں ہے کیونکہ یہ کفر و گمراہی ہے بلکہ ان تنزلات کو حق تعالی کے کمال کے مراتب ظہورات میں اعتبار کیا ہے بغیر اس بات کے کہ حق تعالی کی ذات وصفات وافعال میں تغیر و تبدل راہ پائے [1]

(س)سوال:

جب نفس الامر میں عالم آفتاب کا عین نہیں ہے تو پھر عالم کو آفتاب ظاہر کرنا خلاف واقع ہو گا

جواب:

امام ربانی رحمت اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ افراد عالم بعض امور میں آپس میں مشترک ہیں اور بعض امور میں غیر مشترک ہیں سبحانہ و تعالی اپنی کمال قدرت سے بعض ان امور کو جو امتیاز اور عدم اشتراک کا باعث ہیں بعض حکمتوں اور مصلحتوں کے تحت ان کی نظر سے پوشیدہ کر دیتا ہے اور فقط اجزائے مشترکہ کا ہی مشاہدہ کراتا ہے اسی طرح ایک دوسرے کے آپس میں متحد ہونے کا حکم ثابت ہو جاتا ہے تو اسی طرح وہ شخص آفتاب کو علاقہ سے عالم کا عین پاتا ہے اسی طرح حق سبحانہ و تعالی کی اگرچہ فی الحقیقت عالم کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں لیکن اسمی مشابہت اس اتحاد کو درست کر دیتی ہے مثال کے طور پہ حق سبحانہ و تعالی موجود ہے اور عالم بھی موجود ہے اگرچہ فی الحقیقت ان دونوں وجودوں کے درمیان کچھ مناسبت نہیں اسی طرح اللہ تعالی عالم، سمیع، بصیر، حی، قادر اور مرید ہے اور عالم کے بعض افراد بھی ان صفات کے ساتھ متصف ہیں اگرچہ واجب تعالی کی صفات اور ممکن کی صفات ایک دوسرے سے جدا ہیں لیکن چونکہ وجود امکانی کی خصوصیت اور صفات محدثات کے نقائص کو ان کی نگاہ میں بعد حکمتوں کے تحت پوشیدہ کر دیتے ہیں لہذا واجب اور ممکن کے درمیان اگر اتحاد کا حکم کریں تو گنجائش ہے [2]

(ص)سوال:

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبروں نے عوام لوگوں کے قصور فہم کے باعث توحید وجودی کے اسرار کو پوشیدہ رکھا ہے اور اپنی دعوت کی بنا غیر و غیریت پر رکھی ہے اور وحدت کو چھپا کر کثرت پر دلالت کی ہے

جواب:

یہ بات شیعہ کے تقیہ کی طرح سننے کے قابل نہیں ہے کیونکہ انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام جو کچھ کے واقعی اور نفس الامری ہے اس کی تبلیغ کے زیادہ مستحق اور حقدار ہیں جب نفس الامر میں ایک ہی موجود ہو اور اس کا غیر کچھ موجود نہ ہو تو مناسب نہیں کہ اس کو چھپا کر نفس الامر کے خلاف ظاہر کریں خاص کر دہ احکام جو واجب الوجود کی

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 266

Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ،*Jild Awal* ،*Daftir Awal* ،*Maktūb*266

[2] ایضا، مکتوب 291

ibid ،*Maktūb*291

ذات وصفات وافعال کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کے اظہار اور اعلان کے وہ زیادہ حقدار ہیں کوتاہ نظر خواہ ان کو سمجھیں یا نہ سمجھیں کیا نہیں دیکھتے کہ قرآن کی آیات متشابہات یا احادیث متشابہات جن کی سمجھنے سے عوام کیا خواص بھی عاجز ہیں ان کے اظہار کرنے سے منع نہیں ہوئے اور نہ ہی عوام کی غلطی اور کوتاہ سے می ان کے اظہار کی مانع ہوئی ہے یہ لوگ اس شخص کو جو دووجود کا قائل ہے اور ماسوا کی عبادت سے اجتناب وپرہیز کرتا ہے مشرک کہتے ہیں اور اس شخص کو جو ایک وجود کا قائل ہے موحد کہتے ہیں اگرچہ ہزار بت کی عبادت کرے اس خیال سے کہ یہ سب حق تعالی کے ظہورات ہیں اور ان کی عبادت حق تعالی کی عبادت ہے انصاف کرنا چاہیے کہ ان دونوں گروہوں میں سے مشرک کون ہے [1]

(ط)سوال:

صوفیا وجودیہ دووجود کے کہنے والے کو جو مشرک کہتے ہیں وہ اس اعتبار سے کہتے ہیں کہ وہ دو بین ہیں اور دو بین طریقت کا مشرک ہے اس کی وضاحت کیا ہے

جواب:

دو بینی جو طریقت کا شرک ہے توحید شہودی سے دفع ہو جاتا ہے توحید وجودی اس مقام میں کچھ درکار نہیں ہے کیونکہ سالک کا مشہود وملحوظ ایک ذات مقدس کے سواء اور کوئی نہیں ہے تاکہ فنا متحقق ہو اور طریقت کا شرک دور ہو جائے دن میں جو آفتاب کو تنہا دیکھتے ہیں اور ستاروں کو نہیں دیکھتے دو بینی کا دفعیہ حاصل ہے اگرچہ ہزاروں ستارے دن میں موجود ہوں مقصود یہ ہے کہ ایک آفتاب مشہود ہو خاص ستارے معدوم ہوں یا موجود بلکہ میں کہتا ہوں کہ کمال اس صورت میں ہے کہ اشیاء موجود ہوں اور سالک کمال فنا کے باعث جو اپنے مطلوب حقیقی سے رکھتا ہے کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرے بلکہ کسی چیز کا مشاہدہ نہ کرے اور کوئی چیز اس کے دیدہ بصیرت میں نہ آئے اور اگر اشیا موجود نہ ہوں تو فنا کس سے متحقق ہو گی اور فانی کس سے ہو گا اور کس کو فراموش کرے گا

سب سے اول جس شخص نے توحید وجودی کی تصریح کی ہے وہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اس سے گزشتہ مشائخ کی عبارتیں اگرچہ توحید وجودی کی خبر دیتی ہیں لیکن توحید شہودی پر حمل کرنے کے قابل ہیں کیونکہ حق سبحانہ وتعالی کے غیر کو جب نہیں دیکھتے تو بعض کہتے ہیں لیس فی جبتی سوی اللہ

یہ سب پھول ایک ہی یک بینی کی شاخ سے کھلے ہیں ان عبارتوں میں کوئی بھی وحدت الوجود پر دلالت نہیں کرتی اور جس شخص نے اس مسئلہ کو ابواب وفصول کی شکل میں لکھا ہے اور نحو وصرف کی طرح اس کو جمع کیا ہے حتی کہ

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 272

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ‹Jild Awal ‹Daftir Awal ‹Maktūb*272

اس نے کہا ہے کہ خاتم النبوت بعض علوم و معارف کو خاتم الولایت سے اخذ کر تا ہے اور خاتم الولایت محمدی اپنے آپ کو جانتا ہے اور شارحین نے اس کی توجیح میں کہا ہے کہ بادشاہ اپنے خزانچی سے اگر کوئی چیز لے لے تو اس میں کیا نقصان ہے [1]

(ع)سوال:

صوفیا اشیاء کو ظہورات قرار دینے کے باوجود معدوم خارجی جانتے ہیں اور خارج میں حق تعالی کے سوا کسی کو موجود نہیں جانتے اور علماء اشیاء کو موجودات خارجیہ کہتے ہیں لہذا فریقین کے درمیان تراع معنوی ثابت ہو گیا

جواب:

صوفیا اگرچہ عالم کو معدوم خارجی جانتے ہیں لیکن خارج میں اس کا وہمی وجود ثابت کرتے ہیں اسے اراءۃ خارجی کہتے ہیں اور وہمی خارجی کثرت کا انکار نہیں کرتے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس وہمی وجود نے جو خارج میں نمود پیدا کیا ہے اس قسم کے وجودات خارجیہ میں سے نہیں جو وہم کے زوال سے زائل ہو جائے اور قیام و استقرار نہ رکھے بلکہ یہ وہمی وجود اور یہ خیالی نمود چونکہ حق سبحانہ و تعالی کے فعل اور اس بلند ذات کی قدرت کاملہ کے انتقاش سے ہے اس لیے زوال اور خلل سے محفوظ ہے اور اس جہان اور اس جہان کا معاملہ اس سے وابستہ ہے سوفسطائی جو عالم کو اوہام و خیالات جانتا ہے اشیاء کا زوال وہم کے زوال سے متعلق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اشیاء کا وجود ہمارے اعتقاد کے تابع ہے نفس امر میں وجود و ثبوت نہیں رکھتے اگر اسمان کو زمین اعتقاد کریں تو زمین ہے اور زمین ہمارے اعتقاد سے آسمان ہے اور اگر شیریں چیز کو تلخ جانے تو تلخ ہے اور تلخ ہمارے اعتقاد سے شیریں ہیں مختصر یہ ہے کہ یہ بے عقل لوگ صانع کی ایجاد کا انکار کرتے ہیں اور اشیاء کو اس بلند ذات کے ساتھ قائم نہیں جانتے تو خود بھی گمراہ ہوئے دوسروں کو بھی گمراہ کیا

صوفیا اشیاء کے لیے خارج میں وجود وہمی جو قیام و استقرار رکھتا ہے اور وہم کے ارتفاع سے مرتفع نہیں ہوتا ثابت کرتے ہیں اور اس جہان کو جو دائمی اور ابدی ہے اس وجود سے وابستہ رکھتے ہیں علماء اشیاء کو خارج میں موجود جانتے ہیں اور احکام خارجی ابدی اس پر مرتب کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اشیاء کا وجود حق تعالی کے پہلو میں ضعیف و نحیف تصور کرتے ہیں اور ممکن کے وجود کو واجب تعالی کے وجود کی نسبت نیست جانتے ہیں پس فریقین کے نزدیک اشیاء کا وجود خارج میں ثابت ہو گیا کیونکہ اس دنیا اور اخرت کے احکام اس سے وابستہ ہیں اور وہم و خیال کے ارتفاع سے اس کا زوال نہیں ہوتا تو نزاع ختم ہو گیا اور خلاف دور ہو گیا صرف اتنی بات ہے کہ صوفیا اس سے وجود

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، مکتوب 272
*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ،Jild Awal ،Daftir Awal ،Maktūb*272

وہمی کہتے ہیں اس بناء پر کہ عروج کے وقت اشیاء کا وجود ان کے نظر سے پوشیدہ ہو جاتا ہے اور حق تعالی کے وجود کے سوا ان کی نظر میں کچھ نہیں رہتا علماء اس وجود پر وہم کے اطلاق سے پرہیز کرتے ہیں اور وجود وہمی نہیں کہتے تاکہ کوئی کوتاہ نظر اس کے زوال کا اعتقاد نہ کرے اور اس طرح ثواب وعذاب ابدی سے انکار کر بیٹھے [1]

(ف)سوال:

جب سب اشیاء کا وجود نفس الامری ہو گیا تو لازم آیا کہ نفس الامر میں اشیاء متعدد ہوں اور نفس الامر میں ایک موجود نہ ہو اور یہ وحدت وجود کے منافی ہے جو صوفیہ وجودیہ کے ہاں طے شدہ امر ہے

جواب:

دونوں چیزیں نفس امری ہیں وحدت وجود بھی نفس امری ہے اور تعدد وجود بھی نفس امری ہے لیکن جب کہ جہت اور اعتبار مختلف ہے اجتماع نقیضین کا وہم بھی مرتفع ہے یہ بحث ایک مثال سے واضح ہو جاتی ہے کہ زید کی صورت جو آئینے میں دکھائی دیتی ہے درحقیقت آئینے میں کوئی صورت نہیں ہے اس لیے وہ صورت نہ آئینے کے حجم میں موجود ہے اور نہ آئینے کی سطح میں بلکہ آئینہ میں اس صورت کا وجود وہم کے اعتبار سے ہے اور آئینے میں اراءۃ خیالی سے زیادہ اس کا ثبوت نہیں ہے لہذا اگر کوئی کہے کہ میں نے زید کی صورت آئینے میں دیکھی ہے اسے اس کلام میں عقلا و شرعا سچا جانتے اور حق پر گمان کرتے ہیں اور جب کہ قسموں کا مبنی حق پر ہے اس لیے اگر کوئی شخص قسم کھائے اور کہے کہ اللہ کی قسم میں نے زید کی شکل آئینے میں دیکھی ہے تو چاہیے کہ حانث نہ ہو بس اس صورت میں آئینے میں صورت زید کا عدم حصول بھی نفس امری ہے اور تخیل و توہم کے اعتبار سے آئینے میں اس کا حصول بھی نفس امری ہے لیکن پہلا نفس امر مطلقا نفس امر ہے اور یہ دوسرا نفس امر توہم و تخیل کے واسطہ سے عجب معاملہ ہے توہم تخیل کا اعتبار جو نفس امر کے منافی ہے یہاں وہی نفس امر کا محصل بن گیا اس لیے اگر توہم و تخیل کا اعتبار نہ ہوتا تو یہاں نفس امر کا حصول و ثبوت نہ ہوتا [2]

(ی)سوال:

جب ہر ایک کا اشارہ جو وہ لفظ انا سے اپنی ذات کی طرف کرتا ہے ذات واجب تعالی کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ذات ممکن یعنی اس کی ماہیت و حقیقت واجب تعالی کی ذات کا عین ہو کیونکہ ہر ایک کا اشارہ لفظ

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد2، دفتر2، مکتوب44

Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī،Jild 2،Daftir 2،Maktūb44

[2] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد2، دفتر2، مکتوب44

Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī،Jild 2،Daftir 2،Maktūb44

انا سے اپنی ماہیت و حقیقت کی طرف ہے یہ بات قلب حقیقت کو مستلزم ہے اور بعینہ ارباب توحید وجودی والوں کی بات ہے؟

جواب:

ہاں لفظ انا سے ہر شخص کا اشارہ اگرچہ اپنی حقیقت کی طرف ہے لیکن اس کی حقیقت جب کہ چند اغراض کا مجموعہ ہے اس لیے اس اشارہ کی قابلیت اور استعداد نہیں رکھتی کیونکہ اغراض مستقلا اور اصالتا اشارہ حسی کے قابل نہیں اور جب اس کی حقیقت نے اس اشارہ کو قبول نہ کیا تو لازما وہ اشارہ اس حقیقت کے قائم کرنے والے کی طرف رجوع کر گیا پس ممکن کی ماہیت وہی اغراض مجتمعہ ہیں اگرچہ لفظ انا کا اشارہ اس کی حقیقت کے عدم قابلیت کے واسطہ سے اس کے قائم کرنے والے کی طرف راجع ہو چکا ہے جو کہ ذات واجب تعالی ہے تو قلب حقیقت نہ ہوئی اور ممکن واجب تعالی نہ بنا اور یہ بات توحید وجودی والوں کی بات سے الگ ہو گئی عجب معاملہ ہے کہ ممکن کا انا تو واجب کی طرف رجوع کرتا ہے اور ممکن اپنے حال پر ممکن ہی رہتا ہے اور سبحانی اور انا الحق کا لفظ زبان پر نہیں لاتا بلکہ نہیں لا سکتا کیونکہ صاحب ہوش و تمیز ہے[1]

نتیجہ بحث:

اس ساری بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نظریہ وحدت الوجود یہ سلوک کے راستے کی چیز ہے حقیقت حال سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے اس مقام سے اگے نہ بڑھ سکے اور یہ نظریہ وحدت الوجود شریعت محمدی کے موافق بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کس طرح ممکن ہے کہ ہر چیز خدا ہو جائے اسی وجہ سے تو دیگر مذاہب کے لیے راستے نکل آتے ہیں اسی لیے امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح فرمادی کہ اصل نظریہ وحدت الشہود ہے کہ ہر چیز کے اندر اس کا نور جلوہ نما ہے وحدت الوجود کی بنیاد یہ جذبہ اور غلبہ محبت اور سکر پر ہے حالت صحو میں اس طرح کے الفاظ قطعا درست نہیں اور اپ نے توحید وجودی کے اسباب بھی بیان کیے ہیں اور اپ کے نزدیک بعض افراد ایسے ہیں کہ ان کو غلبہ محبت کی وجہ سے محبوب کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا فرماتے ہیں یہ باقیوں کی نسبت اعلی ہے لیکن یہ بھی شریعت کے موافق نہیں ہے اور توحید وجودی والوں کے بھی احوال مختلف ہیں لہذا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اصل وحدت الوجود نہیں بلکہ اصل وحدت الشہود ہے جو کہ شریعت محمدی کے موافق ہے اور وحدت الوجود یہ کئی بنیادوں پر شریعت محمدی کے مخالف نظر آتا ہے لہذا یہ کسی طور پر بھی سمجھ میں انے والی بات نہیں کہ ہر چیز رب کیسے بن سکتے ہیں لیکن یہ بات ضرور سمجھ میں اتی ہے کہ ہر چیز میں رب کے جلوے ظاہر ہوتے ہیں اس لیے درست بات وحدت الشہود ہی ہے۔

---

[1] مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، جلد2، دفتر2، مکتوب 45

*Mujaddid al-Thānī,Maktūbāt Imām Rabānī ‹Jild 2 ‹Daftir 2 ‹Maktūb*44